Al-Asr International Research
Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 2, 2025

Exploring the Seerah Narratives of the Makkan and Madinan Periods in al-Qurtubi's al-Jami' li-Ahkam al-Qur'an

"الجامع لأحکام القرآن از امام قرطبی میں مکی و مدنی ادوار کے سیرتِ نبویؐ سے متعلق مباحث کا تجزیاتی مطالعہ"

Dr. Muhammad Mumtaz UL Hasan
Professor Department of Islamic Studies & Shariah
The Minhaj University Lahore, Pakistan
E-mail: drmumtaz365@gmail.com

Kinza Mushtaq
Ph.d. Scholar Islamic and Religious Studies
Hazara University Mansehra
E-mail: Kinzamushtaq1994@gmail.com

Najeebullah
M.Phil. Scholar Minhaj University Lahore
E-mail: memonnajeebullah11@gmail.com

Abstract

This research aims to explore and analyze the Seerah narratives related to the Makkan and Madinan periods as presented in Imam al-Qurtubi's renowned tafsir, al-Jami' li-Ahkam al-Qur'an. The study investigates how Imam al-Qurtubi integrates the life events of the Prophet Muhammad (ﷺ) within his exegesis of the Qur'anic text, highlighting historical contexts, legal implications, and theological insights. Special attention is given to the distinction between the Makkan and Madinan revelations, their thematic relevance to the Prophet's mission, and how these narratives contribute to the understanding of the Qur'an through the lens of Prophetic biography. This analytical study bridges the disciplines of tafsir and Seerah, offering a unique perspective on Qur'anic interpretation rooted in historical experience.

Keywords: Seerah, Makkan Period, Madinan Period, Imam al-Qurtubi, al-Jami' li-Ahkam al-Qur'an, Qur'anic Exegesis

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

تمہید:

سیرتِ نبویؐ اسلامی علوم کا ایک ایسا بنیادی اور جامع موضوع ہے جس کا تعلق نہ صرف تاریخِ اسلام سے ہے بلکہ قرآن فہمی، فقہ، عقائد اور اخلاقیات جیسے شعبہ ہائے علم سے بھی گہرا ہے۔ مکی اور مدنی ادوار میں نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے مختلف مراحل، دعوتی حکمتِ عملی، سماجی و سیاسی تبدیلیاں اور شرعی احکام کے نزول کا پس منظر امتِ مسلمہ کے لیے ہمہ گیر رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ان واقعات و احوال کو مفسرینِ کرام نے تفسیرِ قرآن میں بھی بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے تاکہ آیاتِ قرآنی کے معانی کو سیاق و سباق اور تاریخی تناظر میں بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔ امام قرطبیؒ کی شہرہ آفاق تفسیر الجامع لأحکام القرآن نہ صرف فقہی نکات کی جامع تشریح ہے بلکہ اس میں سیرتِ نبویؐ سے متعلق مکی و مدنی روایات کو بھی علمی انداز میں شامل کیا گیا ہے۔ زیرِ نظر تحقیق میں ان ہی مکی و مدنی سیرت نگاری کے بیانات کا تجزیاتی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ امام قرطبیؒ نے نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو اپنی تفسیر میں کس زاویے سے بیان کیا اور اس کا قرآن فہمی پر کیا اثر پڑتا ہے۔

ہجرت مدینہ سے صلح حدیبیہ تک کا دور سیرت

مسجد قبا کی تعمیر

مسجد کو اسلامی معاشرے میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ نماز، جو اسلامی عبادات کا مغز ہے، مسجد سے وابستہ ہے مسجد میں باجماعت نماز کے علاوہ دینی امور سر انجام دینا اور مملکت اسلامیہ کے نظم و نسق کے لیے مشاورت کرنا نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی سنت ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد سب سے پہلے مسجد قبا کی تعمیر کی گئی۔ قرآن کریم میں اس مسجد کی فضیلیت بیان کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

لَمَسْجِدٌ أُسس عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ تُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ (1)

البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے پہلے دن سے وہ زیادہ مستحق ہے کہ آپ کھڑے ہوں اس میں، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں صاف ستھرا رہنے کو اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پاک صاف لوگوں سے۔"

امام قرطبی اس آیت کے تحت اپنا تفسیری نقطہ نظر بیان کرتے ہیں۔

لمسجد أسس علی التقوی یعنی اس کی دیواریں بنائی گئیں اور اس کی بنیادیں اٹھائیں گئیں تقوی پر۔ اور اسس کا معنی عمارت کی اصل اور بنیاد ہے اور اسی طرح اساس بھی ہے۔ اور اسس اسی سے محصور و مقصور ہے۔ اور الاس کی جمع اساس ہے، جیسا کہ جس کی جمع عساس ہے۔ " علماء کا اس مسجد کے بارے میں اختلاف ہے جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے، ایک گروہ نے کہا ہے: وہ مسجد قبا ہے۔ اور انہوں نے قول باری: "من اول یوم" سے استدلال کیا ہے، اور مدینہ طیبہ میں پہلے دن مسجد قبا ہی بنائی گئی تھی، کیونکہ یہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد سے پہلے بنائی گئی تھی۔ امام مالک نے روایت کیا ہے، اور ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے: انہوں نے فرمایا: دو آدمی اس مسجد کے بارے جھگڑ پڑے جس کی بنیاد پہلے دن سے تقوی پر رکھی گئی، تو ایک آدمی نے کہا: وہ مسجد قبا ہے اور دوسرے نے کہا: وہ حضور نبی ﷺ کی مسجد ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ھو مسجد فی ھذا" وہ میری یہ مسجد ہے۔ (2)

پہلا قول واقعہ کے زیادہ مناسب ہے، کیونکہ قول باری تعالی: فیہ میں ظرف کی ضمیر رجال متنظرین کا تقاضا کرتی ہے پس وہ مسجد قبا ہے۔ اور اس پر دلیل حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے انہوں نے فرمایا: یہ آیت اہل قبا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ فیہ رجال یحبون ان یتطھروا، واللہ یحب المطھرین"۔ فرمایا: وہ پانی کے ساتھ استنجا کرتے تھے پس ان کے حق میں یہ

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

آیت نازل ہوئی۔جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل قبا کو فرمایا: "بے شک اللہ سبحانہ وتعالی نے تمہاری پاکیزگی کی تعریف کرتے ہوئے تم پر احسان فرمایا ہے، تم کیا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم بول و براز کے اثر کو پانی کے ساتھ دھوتے ہیں۔(3)

حضرت ابو ایوب، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت انس بن مالک الانصار رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت فیہ رجال یحبون ان یتطھروا، واللہ یحب المطھرین کے بارے میں روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اے گروہ انصار! بیشک اللہ تعالی نے پاکیزگی اور طہارت کے بارے میں تمہاری بہت اچھی تعریف فرمائی ہے تمہاری یہ پاکیزگی کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں اور جنابت کی حالت میں غسل کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "کیا اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: اس کے سوا کوئی نہیں، بیشک ہم میں سے کوئی جب بول و براز کے لیے نکلے تو وہ زیادہ پسند کرتا ہے کہ پانی کے ساتھ استنجا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "وہ وہی ہے پس تم اسے لازم پکڑے رکھو۔(4)

اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ آیت میں جس مسجد کا ذکر ہے وہ مسجد قبا ہے، مگر حضرت ابو سعید خدری کی حدیث میں حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نص بیان کی ہے کہ وہ آپ کی مسجد ہے پس اس کے ساتھ کوئی نظر و فکر کا عمل نہیں ہے۔(5)

خلاصہ بحث

.ہجرت مدینہ کے بعد مسجد قبا سب سے پہلے تعمیر ہونے والی مسجد ہے۔ جس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ مسجد ہے جسکی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔. جب اہل قباء کے متعلق تعریفی کلمات فیہ رجال یحبون ان یتطھروا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

کا نزول ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کیسے طہارت حاصل کرتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کی کہ ہم پانی کے ساتھ استنجا کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہی چیز تمہاری تعریف کا سبب ہے تم اسے لازم پکڑے رکھو۔ . بعض روایات سے یہ شائبہ ہوتا ہے کہ مسجد اس علی التقویٰ سے مراد مسجد نبوی ہے لیکن امام قرطبی نے ان روایات کی ترجیح کو ثابت کیا ہے جو مسجد قبا کے حق میں ہیں۔

تحویل قبلہ کے تفصیلی احکام اور روایات سیرت

تحویل قبلہ کا حکم ہجرت مدینہ کے سترہ ماہ بعد نازل ہوا۔ ان سترہ ماہ کے دوران مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے ۔ نبی ﷺ کی خواہش تھی ہمارا قبلہ کعبۃ اللہ کو بنادیا جائے۔ اس خواہش کے اظہار کے لیے نبی ﷺ دوران نماز آسمان کی طرف دیکھتے گویا انتظار تھا کہ تحویل قبلہ کے احکام نازل ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالی نے آپ کی خواہش کے مطابق تحویل قبلہ کے احکام کے لیے آیات کا نزول فرمایا۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِى كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيم (6)

اب کہیں گے بے وقوف لوگ کہ کس چیز نے پھیر دیا ان (مسلمانوں) کو اپنے قبلہ سے جس پر وہ اب تک تھے۔ آپ فرمایئے: اللہ ہی کا ہے مشرق بھی اور مغرب بھی۔ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ سیدھے راستے کی طرف"

اس آیت کریمہ کے تحت امام قرطبی نے تفصیلی بحث کے ساتھ روایات حدیث وسیرت کو جمع کیا ہے اور تحویل قبلہ کے احکام کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ امام قرطبی لکھتے ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: سَيَقُوْلُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ اللہ تعالی نے آگاہ فرمایا کہ مومنین کے بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھرنے میں وہ کہیں گے کہ انہیں کس چیز نے پھیرا ہے۔ اور سَيَقُولُ بمعنی قال ہے اور ماضی کی جگہ مضارع

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

کور کھاتا کہ اس کی ہمیشگی پر دلالت کرے اور وہ اس قول پر ہمیشہ رہیں گے۔ مِنَ النَّاس کے قول کے ساتھ خاص فرمایا کیونکہ بے وقوف جمادات و حیوانات میں بھی ہوتے ہیں۔ اور السُّفَهَاءُ سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جنہوں نے ماولاھم کہا۔ السُّفَهَاءُ جمع ہے اس کا واحد سفیہ ہے جس کی عقل کم ہو۔ السُّفَهَاءُ سے مراد یہاں مدینہ طیبہ کے یہود ہیں۔ یا منافقین ہیں۔ یا کفار قریش ہیں جب انہوں نے تحویل قبلہ کا انکار کیا تو کہا: محمد ﷺ اپنی پیدائش کی جگہ کا اشتیاق رکھتا ہے۔ عن قریب تمہارے دین کی طرف لوٹ آئے گا۔ یہود نے کہا: اس پر معاملہ ملتبس ہو گیا ہے اور یہ حیران ہے۔ منافقوں نے کہا: مَا وَلَّـٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ اور مسلمانوں سے استہزاء کیا۔

تحویل قبلہ کے متعلق روایات

حضرت ابن عمر سے مروی ہے لوگ صبح کی نماز میں قباء میں تھے اچانک ایک آنے والا آیا اور کہا:
رسول اللہ ﷺ پر آج رات قرآن نازل ہوا ہے اور انہیں کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس تم کعبہ کی طرف منہ کر لو۔ ان صحابہ کے چہرے پہلے شام کی طرف تھے تو وہ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ ([7])

امام بخاری نے حضرت براء سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے سولہ ماہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور آپ پسند فرماتے تھے کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ ہو۔ آپ ﷺ نے پہلی نماز جو کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھی وہ عصر کی نماز تھی اور صحابہ کرام نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی ان میں سے کوئی مسجد والوں کے پاس سے گزرا جبکہ وہ رکوع میں تھے تو اس نے کہا: میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو وہ صحابہ اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے اور جو تحویل قبلہ سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور شہید ہو گئے تھے ہم نہیں جانتے کہ ان کے بارے میں کیا کہیں تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيمانَكُمْ ([8])

اس روایت میں نماز عصر کا ذکر ہے۔ ([9])

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

امام قرطبی کی رائے

امام قرطبی ناسخ و منسوخ کی تجزیاتی بحث کے بعد اپنی رائے بیان کرتے ہیں کہ جیسے کوئی تیمم کر کے نماز میں داخل ہوا پھر اس نے پانی پالیا تو وہ نماز کو نہ توڑے جیسا کہ امام مالک اور امام شافعی نے کہا ہے۔ بعض نے فرمایا: وہ نماز توڑ دے یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔اس میں خبر واحد کے قبول پر دلیل ہے اور اس پر سلف کا اجماع ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کی عادت سے تواتر کے ساتھ معلوم ہے کیونکہ آپ والیوں کو اور مبلغین کو بھیجتے تھے جو ایک ایک ہوتے تھے تاکہ وہ لوگوں کو دین سکھائیں اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے اوامر و نواہی بتائیں۔([10])

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضُهَا فَوَلِ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَبَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّايَعْمَلُونَ)"([11])

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا منہ کرنا آسمان کی طرف تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں۔(اور) اب "ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا منہ کرنا آسمان کی طرف تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں۔(لو) اب پھیر لو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف (اے مسلمانو!) جہاں کہیں تم ہو پھیر لیا کرو اپنے منہ اس کی طرف اور بے شک وہ جنہیں کتاب دی گئی ضرور جانتے ہیں کہ یہ حکم برحق ہے ان کے رب کی طرف سے اور نہیں اللہ تعالیٰ بے خبر ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں"

یہ آیت،سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ کے قول پر نزول کے اعتبار سے مقدم ہے۔تَقَلُّبَ وَجْهِكَ کا معنی ہے: تیرا آسمان کی طرف اپنا چہرہ پھیرنا۔ آسمان کی طرف آپ کا نظریں پھیرنا۔ دونوں معانی ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ السماء کو ذکر کے ساتھ خاص فرمایا کیونکہ رحمت اور وحی آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ترضاھا یعنی آپ جس کو پسند کرتے ہیں۔ آپ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کو پسند فرماتے تھے تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمایا:قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ حضرت براء سے روایت ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

پڑھی اور رسول اللہ ﷺ کعبہ کی طرف منہ کرنا پسند کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ(12)

طاعات میں جلدی کا حکم

اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ فَاسْتَبِقُوا الخَيْرٰت یعنی الی الخیرات حرف جر کو حذف کیا گیا یعنی اللہ تعالی نے البیت الحرام کی طرف منہ کرنے کا جو تمہیں حکم دیا ہے اس میں جلدی کرو۔ اگرچہ یہ اپنے ضمن میں تمام طاعات کی طرف جلدی کرنے کا معنی لئے ہوئے ہے۔ آیات کے سیاق کی وجہ سے استقبال قبلہ مراد لیا گیا ہے۔ معنی یہ ہے کہ نماز کو اول وقت میں پڑھنے کے لئے جلدی کرو۔ نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کی طرف جلدی جانے والا اس شخص کی مثل ہے جو اونٹ قربانی دیتا ہے پھر وہ جو اس کے پیچھے آنے والا ہے وہ اس کی طرح ہے جو مرغی قربانی دیتا ہے پھر جو اس کے پیچھے آنے والا ہے اس کی طرح ہے جو انڈا قربانی دیتا ہے۔(13)

دار قطنی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کوئی نماز کو اپنے وقت پر پڑھتا ہے حالانکہ اس نے پہلے وقت میں اس کو ترک کر دیا تھا جو اس کے اہل اور مال سے بہتر تھا۔(14)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الصلاۃ فی اول وقتها بہتر عمل نماز کو وقت پر ادا کرنا ہے۔(15)

حضرت ابن مسعود کی حدیث میں اول وقتھا ہے۔ اس میں پہلے فی حرف جر نہیں ہے۔(16)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اول وقت اللہ کی رضا ہے اور درمیانی وقت اللہ کی رحمت اور آخر وقت اللہ کا عفو ہے۔(17)

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

اللہ کی رضا ہمیں اللہ تعالی کی عفو سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ اس کی رضا محسنین کے لئے ہے اور اس کا عفو کوتاہی کرنے والوں کے لئے ہے۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا آخری وقت افضل ہے کیونکہ یہ وجوب کا وقت ہے، امام مالک کے قول میں تفصیل ہے۔ صبح اور مغرب میں پہلا وقت افضل ہے۔ صبح میں افضلیت حضرت عائشہ کی حدیث کی وجہ سے ہے کہ فرمایا:

رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تھے عورتوں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتی تھیں وہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ ([18])

مغرب کے پہلے وقت میں افضلیت حضرت سلمہ بن اکوع کی حدیث کی وجہ سے ہے۔ آپ مغرب کی نماز پڑھتے تھے جب سورج غروب ہوتا تھا اور پردے میں چھپ جاتا تھا۔ ([19])

ان دونوں حدیثوں کو مسلم نے نقل کیا ہے اور نماز عشاء میں تاخیر افضل ہے جو دیر سے پڑھنے پر قادر ہو۔ حضرت ابن عمر نے روایت کیا ہے، فرمایا: ہم نے ایک رات عشاء کی نماز کے لئے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے رہے آپ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ رات کا تیسرا حصہ یا اس کے بعد کا وقت گزر چکا تھا۔ ہمیں معلوم نہیں آپ اپنے گھر والوں میں مشغول رہے یا کسی اور وجہ سے مشغول رہے۔ آپ جب باہر نکلے تو فرمایا: تم نماز کا انتظار کر رہے ہو تمہارے علاوہ کوئی اہل دین اس کا انتظار نہیں کر رہا۔ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں انہیں اس وقت نماز پڑھاتا۔ ([20])

بخاری میں حضرت انس سے مروی ہے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز کو نصف رات تک مؤخر فرمایا پھر نماز پڑھی۔ حضرت ابو برزہ نے کہا:

نبی کریم ﷺ کہ تم نے عشاء کی نماز میں تاخیر کو پسند فرماتے تھے۔ اور رہی ظہر کی نماز کیونکہ یہ لوگوں کے غفلت کے وقت آتی ہے۔ پس اس میں تھوڑی تاخیر مستحب ہے تاکہ لوگ تیار ہو جائیں اور جمع ہو جائیں۔ ابو الفرج نے کہا امام مالک نے فرمایا ہر نماز میں افضل وقت پہلا وقت ہے مگر سخت گرمی میں ظہر کی نماز کے لئے تاخیر افضل ہے۔ ابن ابی اویس نے کہا امام مالک زوال کے وقت ظہر کی نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے لیکن اس کے بعد پڑھتے اور فرماتے وہ خوارج کی نماز ہے۔ ([21])

OPEN ACCESS

CC BY

بخاری اور ترمذی میں حضرت ابو ذر غفاری سے مروی ہے، فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، مؤذن نے ظہر کی اذان دینے کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا ٹھنڈا کرو۔ پھر اس نے اذان دینے کا ارادہ کیا تو پھر آپ نے فرمایا:

ٹھنڈا کرو حتی کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

گرمی کی شدت جہنم کی بھڑک سے ہے جب گرمی شدید ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ ([22])

حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ اور دونوں حدیثوں کو حضرت انس کی روایت جمع کرتی ہے کہ جب گرمی شدید ہوتی تو نماز ٹھنڈی کر کے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تو جلدی پڑھتے۔ ([23])

اہل علم کی ایک جماعت نے سخت گرمی میں ظہر کی نماز میں تاخیر کو پسند کیا ہے۔ امام شافعی نے فرمایا:

ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کرنا چاہیے جب مسجد کے نمازی دور سے آتے ہوں، جو تنہا نماز پڑھنے والا ہے اور وہ جو اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنے والا ہے میں اس لیے پسند کرتا ہوں کہ وہ سخت گرمی میں بھی نماز کو مؤخر نہ کرے۔ جن علماء کا سخت گرمی میں ظہر کو مؤخر کرنے کا نظریہ ہے وہ اتباع کے زیادہ قریب ہے۔ کیونکہ حضرت ابو ذر کی حدیث امام شافعی کے قول کے خلاف پر دلالت کرتی ہے۔ حضرت ابو ذر نے کہا: ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے حضرت بلال نے ظہر کی آذان دینے کا ارادہ فرمایا تو آپ م نے فرمایا: اے بلال! ٹھنڈا کرو، ٹھنڈا کرو۔ کیونکہ

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

سفر میں سب لوگ جمع تھے ، دو دور سے آنے کے محتاج نہ تھے۔ اور رہی عصر کی نماز تو اس کو جلدی پڑھنا افضل ہے۔ اور جماعت کی فضیلت معلوم ہے، اول وقت کی فضیلت مجہول ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔آینَ مَا تَكُونُوا یہ شرط ہے اور اس کا جواب یَأْتِ بِكُمُ اللهُ جَمِيعًا ہے۔یعنی قیامت کے دن اللہ تعالی تم سب کو لے آئے گا۔ پھر اللہ تعالی نے اپنا وصف ہر چیز پر قدرت کے ساتھ بیان فرمایا تا کہ مرنے کے بعد اور بوسیدگی کے بعد اعادہ کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کے ساتھ صفت مناسب ہو جائے۔([24])

منافقین کے معاملے میں نبی کریم ﷺ کا اعراض

مدنی دور، مکی دور سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ مکی دور میں صرف دو گروہ تھے کافر یا مسلمان، تیسرا گروہ کوئی نہیں تھا۔ جبکہ مدنی دور میں تیسرا گروہ منافقین تھا جو بظاہر کلمہ گو تھے۔ نمازیں پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے ساتھ گھل مل جایا کرتے تھے لیکن در حقیقت وہ پرلے درجے کے کافر تھے اور درپردہ مسلمانوں کے ساتھ شدید دشمنی رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ عموماً منافقین سے اعراض برتتے تھے اور ان کے خلاف سخت رد عمل سے گریز فرماتے تھے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو منافقین کے بارے آگاہ فرمادیا تھا تو پھر بھی ان سے اعراض فرماتے آخر اس کا سبب کیا تھا۔ اس موضوع پر امام قرطبی نے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۰ کے تحت بحث کی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ([25])

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

"ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پھر بڑھادی اللہ نے ان کی بیماری اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔"

اس آیت کے تحت امام قرطبی تحریر فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ کو منافقین کے نفاق کا علم تھا تو ان کے قتل سے کیوں رکے رہے، اس کے متعلق علماء کے مختلف چار اقوال ہیں:

بعض علماء نے فرمایا: آپ ﷺ نے انہیں قتل نہ فرمایا کیونکہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی کو انکی حالت کا علم نہ تھا اور اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ قاضی اپنے علم کی بنا پر قتل نہیں کر سکتا۔

امام شافعی کے پیروکار علماء فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے انہیں قتل نہیں فرمایا کیونکہ زندیق وہ ہوتا ہے جو کفر کو چھپاتا ہے اور ایمان ظاہر کرتا ہے۔ اس سے توبہ طلب کی جاتی ہے اور اسے قتل نہیں کیا جاتا۔

آپ ﷺ نے تالیف قلوب کی مصلحت کی خاطر انہیں قتل نہیں کیا تاکہ وہ آپ سے متنفر نہ ہو جائیں۔ آپ میں لایا کہ ہم نے اس معنی کی طرف اشارہ فرمایا جبکہ آپ طی لیلا کر ہم نے حضرت عمر سے فرمایا: معاذ اللہ ان یتحدث الناس انی اقتل اصحابی ([26])اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ لوگ کہیں کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں"

طبری نے کہا: اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احکام ظاہر پر رکھے ہیں، ان کے بواطن کا معاملہ اس کے اپنے سپرد ہے۔ مخلوا میں سے کسی کو اختیار نہیں کسی کے لیے اس کے ظاہر کے خلاف فیصلہ کرے کیونکہ یہ ظنون کے مطابق ہو گا۔ اگر کسی فرد لیے یہ جائز ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس کے زیادہ لائق ہوتے۔ نبی کریم ﷺ نے منافقین کے ظاہر کی وجہ سے ان پر مسلمانوں والا حکم لگایا اور ان کے بواطن کو اللہ کے سپرد کیا۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ کے اصحاب کی حفاظت فرمائی تھی کہ منافقین انہیں خراب کر سکیں کیونکہ اللہ تعالی نے مؤمنین کو ثبات عطا فرمایا تھا اور اللہ تعالی نے اصحاب کی حفاظت فرمائی تھی کہ منافقین ان کے دین میں بگاڑ پیدا کر سکیں۔ پس ان کے باقی رکھنے میں کوئی ضرر نہ تھا۔(([27])

OPEN ACCESS

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

خلاصہ بحث

ہجرت مدینہ کے بعد نبی کریم ﷺ کا واسطہ منافقین سے پڑا جو بظاہر کلمہ گو تھے۔ حقیقت میں پرلے درجے کے کافر تھے۔ آپ میل اینم کی نگاہ سے ان کا نفاق پوشیدہ نہ تھا لیکن حتی الامکان ان کی پردہ پوشی فرمائی اور ان کے باطن کا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد کر دیا۔ اس میں قیامت تک آنے والے ہر داعی کے لیے صبر، برداشت اور منافقین سے اعراض کا درس سیرت موجود ہے۔

یہود و نصاریٰ کی اتباع کی ممانعت

یہود و نصاریٰ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کے دین اسلام کے پیروکار بلکہ خود حضرت محمد ﷺ بھی ان کی اتباع کریں یہ ان کی ایک سازش تھی لہذا اللہ تعالی نے آپ میں تم کو اور آپ کی وساطت سے آپ کی امت کو یہود و نصاری کی اتباع سے منع فرمادیا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلَن تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصْرَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللهِ هُوَ الْهُدَى وَلَبِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِي وَلَا نَصِيرِ (28)

"اور ہر گز خوش نہیں ہوں گے آپ سے یہودی اور نہ عیسائی یہاں تک کہ آپ پیروی کرنے لگیں ان کے دین کی۔ آپ (انہیں) کہہ دیجیے کہ اللہ تعالی کا بتایا ہوا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے اور اگر بفرض محال) آپ پیروی کریں ان کی خواہشوں کی اس علم کے بعد بھی جو آچکا ہے (تو پھر) نہیں ہو گا آپ کے لیے اللہ تعالی کی گرفت) سے بچانے والا کوئی یار اور نہ کوئی مددگار"۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اے پیارے محمد! جو یہ آیات کا مطالبہ کرتے ہیں ان کی غرض ایمان لانے کی نہیں بلکہ اگر آپ وہ سب کچھ لے بھی آئیں جس کا یہ مطالبہ کر

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

رہے ہیں تو پھر بھی یہ آپ سے راضی نہ ہوں گے۔ انہیں تو صرف یہی چیز راضی کرے گی کہ آپ جس دین اسلام پر ہیں اس کی پیروی چھوڑ دیں۔

اس آیت سے علماء کی ایک جماعت نے دلیل پکڑی ہے کہ کفر ملت واحدہ ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا: ملتھم، ملت کو واحد ذکر فرمایا۔

اسی طرح اللہ تعالی نے فرمایا:

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ [29]

تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا:

لا یتوارث اهل الملتین) [30]

دو مختلف ملت والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔

یہاں ملتین سے مراد اسلام اور کفر ہیں۔ اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

لایرثا لمسلم الکافر۔ [31]

مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّ هُدَى اللهِ هُوَ الْهُدٰى

اے پیارے محمد ﷺ جس ہدایت پر آپ ہیں وہ اللہ تعالی کی ہدایت سے ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

جس کے دل میں وہ چاہتا ہے اسے رکھ دیتا ہے، وہی حقیقت ہدایت ہے نہ کہ وہ جس کا یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ

اس خطاب میں دو جہیں ہیں:

- یہ خطاب رسول کریم ﷺ کو ہے کیونکہ خطاب آپ کی طرف متوجہ ہے۔
- خطاب رسول اللہ ﷺ کے لیے ہے اور اس سے مراد امت ہے۔

پہلی صورت میں اس میں امت کے لیے تادیب ہے کیونکہ ان کا مرتبہ رسول کریم ﷺ سے کم ہے۔ اس آیت کا سبب یہ ہے کہ لوگ صلح و آشتی کا سوال کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ سے اسلام قبول کرنے کا وعدہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آگاہ کر دیا کہ وہ آپ سے راضی نہ ہوں گے حتیٰ کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان سے جہاد کا حکم دیا۔(32)

یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ قرآن مجید میں انکی اتباع اور دوستی سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ یہود و نصاریٰ کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو اپنا پیروکار بنایا جائے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ جب تک آپ ان کی پیروی نہیں کر لیتے وہ آپ سے راضی نہیں ہوں گے۔ لیکن آپ حسبِ سابق ان کی پیروی سے بچتے رہیں۔ قُلْ اِنَّ هُدَى اللهِ هُوَ الْهُدٰى کا جواب کس قدر خوبصورت اور حقیقت پر مبنی ہے۔ بغرض محال آپ یہود و نصاریٰ کی پیروی کریں تو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے والا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 2, 2025

صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک کا دور سیرت

واقعہ افک

دشمنان اسلام نے اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت اور نبی کریم ﷺ کی روز افزوں عزت و شوکت دیکھ کر ایک سازش تیار کی اور نبی رحمت ﷺ کی ذاتی عزت پر حملہ کر کے کمینگی کی حد کر دی۔ غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھیں راستہ میں ایک جگہ پڑاؤ ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لئے گئیں۔ اس دوران آپ کے گلے کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا۔ آپ اس کی تلاش کرنے لگیں اس دوران قافلہ چل پڑا اور آپ پیچھے رہ گئیں۔ حضرت صفوان بن معطل جو لشکر کے پیچھے رہنے پر معمور تھے، پہنچے تو انہوں نے اپنے اونٹ پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سوار کیا اور خود پیدل چل پڑے حتیٰ کہ لشکر کے ساتھ جا ملے۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے جب یہ دیکھا تو طوفان برپا کر دیا۔ کئی لوگ اس طوفان کی لپیٹ میں آئے۔ جب کہ مخلص صحابہ نے آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ کی پاک دامنی کا اظہار کیا۔ نبی کریم ﷺ کو وحی کا انتظار تھا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برات میں سورۃ نور کی آیات نازل فرمائیں۔ ان آیات کے تحت مفسرین کرام نے واقعہ افک کی جزئیات و تفصیلات بیان کی ہیں۔ امام قرطبی نے اپنے مخصوص انداز میں ان آیات کے تحت روایات سیرت کو جمع کیا ہے۔ اور واقعہ کی تفصیل بیان کی ہے۔ ذیل میں اس کا تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُو بِالإِفْكِ عُصْبَةٌ مِنكُمْ لا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِ مِنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَوَالْمُؤْمِنَاتُبِأَنفُسِهِمْ خَيْرًاوَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ([33])

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 2, 2025

"بیشک جنھوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے۔ تم اسے اپنے لیے برا خیال نہ کرو بلکہ یہ بہتر ہے تمھارے لیے۔ ہر شخص کے لیے اس گروہ میں سے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ان میں سے (تو) اس کے لیے عذاب عظیم ہو گا ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ افواہ) سنی تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے۔"

امام بخاری نے ام رومان، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام رومان نے فرمایا:

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی تو وہ غش کھا کر گر پڑیں۔ ام رومان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ نے فرمایا: میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں اچانک انصار کی ایک عورت داخل ہوئی اور کہا اللہ فلاں کے ساتھ ایسا کرے، اللہ فلاں کیساتھ ایسا کرے۔ ام رومان نے کہا: اس نے یہ کہا ہے؟ اس عورت نے کہا: ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ نے یہ بہتان سنا ہے اس عورت نے کہا: ہاں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا حضرت ابو بکر نے بھی؟ اس عورت نے کہا: ہاں: حضرت عائشہ غش کھا کر گر پڑیں۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ کو کپکپی کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے حضرت عائشہ پر کپڑے ڈالے اور اسے ڈھانپ دیا نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور پوچھا: اسے کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ ملی ہم اسے کپکپی کیساتھ بخار ہو گیا ہے۔ فرمایا: شاید اس بات کی وجہ سے ہو جو کہی گئی ہے۔ ام رومان نے کہا: ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھ گئیں اور کہا اللہ کی قسم اگر میں قسم اٹھاؤں تو تم میری تصدیق نہیں کروگے اگر میں کچھ کہوں تو تم مجھے معذور نہیں سمجھو گے میری مثال حضرت یعقوب اور انکے بیٹوں جیسی ہے۔ واللہ المستعان علی ما تصفون۔ فرماتی ہیں: آپ دلی ہم لوٹ گئے اور کوئی بات نہ کی۔ اللہ تعالی

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عذر نازل فرمایا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اللہ تعالی کی حمد کروں گی۔ کسی اور کی حمد نہ کروں گی اور نہ آپ کی حمد کروں گی۔([34])

امام بخاری نے عائشہ کی حدیث سے روایت کیا ہے جو اس مسئلہ کو پھیلانے والے تھے ان میں سے عبد اللہ بن ابی تھا۔ جب نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ غزوہ بنی مصطلق سے واپس لوٹے جب مدینہ طیبہ کے قریب تھے تو آپ نے رات کو چلنے کا اعلان فرمایا جب کوچ کرنے کا اعلان ہو چکا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا انھیں اور قضاء حاجسکے لئے چلیں حتی کہ لشکر سے دور ہو گئیں جب فارغ ہوئیں اور اپنی جگہ پر آئیں اور اپنے سینے پر ہاتھ مارا تو یمن کے موتیوں کا ہار ٹوٹ چکا تھا۔ آپ واپس لوٹیں اور اسے تلاش کیا اس کی تلاش نے آپکو روک لیا اور آپ نے ہار پالیا اور واپس آئیں وہاں کسی شخص کو نہ پایا آپ نوجوان تھیں اور جسم ہلکا تھا۔ مردوں نے آپ کا ہودج اٹھایا اور انہیں آپ کا نہ ہونا محسوس نہ ہوا جب آپ نے اپنی جگہ کسی کو نہ پایا تو آپ اپنی جگہ پر لیٹ گئیں اس امید کے ساتھ کہ آپ کو تلاش کیا جائے گا اور اس کی طرف رجوع کیا جائے گا آپ اپنی جگہ سو گئیں آپ کو بیدار نہ کیا مگر صفوان بن معطل کا قول " انا اللہ وانا الیہ راجعون " نے وہ پیچھے رہ جانے والی چ[35]یزوں کی حفاظت کے لئے لشکر کے پیچھے تھے، کہنے سے بیدار ہو گئیں۔ وہ اپنی سواری سے اترے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دور کھڑے ہو گئے حتی کہ حضرت عائشہ اونٹنی پر سوار ہوئیں۔ حضرت صفوان نے اونٹنی کیمہار پکڑی اور چل پڑے حتی کہ دوپہر کے وقت انہیں لیکر لشکر میں پہنچ گئے۔ جھوٹے اور بہتان تراش اپنے دھندے میں مشغول تھے۔ اس مسئلہ میں لوگ جس کے پاس جمع ہوتے تھے اور جو اس مسئلہ کے بارے استفسار کرتا تھا اور اس کو پھیلاتا تھا وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق تھا اس نے صفوان کو دیکھا کہ وہ حضرت عائشہ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے ہے تو اس نے کہا: اللہ کی قسم نہ وہ اس سے بچی اور نہ وہ اس سے بچا اور کہا تمہارے نبی کی بیوی نے ایک آدمی کے ساتھ رات گزاری، اور اس بہتان تراشی میں حضرت حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش شامل تھے۔ جب حضرت صفوان کو اس جھوٹ میں حضرت حسان کی بات پہنچی تو وہ آئے اور حضرت حسان کے سر پر تلوار ماری اور کہا: تلق ذباب السيف عنى فأنني

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

غلام اذا هو جيت ليس بشاعر ایک جماعت نے حضرت صفوان کو پکڑا اور اس کا گریبان پکڑ کر نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں لے گئے۔ آپ میں ہم نے حضرت حسان کا زخم رائیگاں کر دیا او اس سے کچھ طلب کیا۔"

نبی کریم ﷺ نے اس جھوٹی تہمت میں دو مردوں اور ایک عورت کو حد لگائی تھی وہ مسطح، حسان اور حمنہ تھے۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ابن ابی کو اسی کوڑے لگائے تھے اور اس کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔ اس کے متعلق دو قول ہیں ایک یہ کہ کسی کو بھی حد نہیں لگائی گئی تھی کیونکہ حدود اقرار یا دلیل کے ساتھ قائم کی جاتی ہیں اور اللہ نے صرف اخبار کی بناء پر حدود قائم کرنے کا مکلف نہیں بنایا جس طرح منافقین کو قتل کرنے کا مکلف نہیں بنایا تھا جبکہ ان کے کفر کی اطلاع آپ کو دی تھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اہل افک کو کوڑے لگائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے فرمایا: جب میر اعذر نازل ہوا تو نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور اس کا ذکر کیا اور قرآن کی تلاوت کیجب آپ منبر سے اترے تو دو مردوں اور ایک عورت کے بارے میں حکم دیا انہیں حد لگائی گئی اور ان کے نام بھی لئے۔ حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش۔(36)

عبد اللہ بن ابی کو حد نہیں لگائی گئی تھی کیونکہ اللہ نے اس کے لئے آخرت میں عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اگر اسے دنیا میں حد لگائی جاتی تو یہ آخرت میں اس کے عذاب کے لئے کمی اور تخفیف کا باعث ہوتا جبکہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کی گواہی دی اور تہمت لگانے والے کے جھوٹ کو بیان کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: یہ اس کے لئے کفارہ ہے جس پر یہ حدود قائم کی گئیں۔(37)

اللہ تعالی کا ارشاد ہے"لو لا ا ذ سمعتموہ ظن المومنون و المؤمنت بأنفسهم خير ا" یہ اللہ کی طرف سے مومنین کو انکے گمان کی وجہ سے عتاب ہے مسلمانوں نے گمان کیا کہ مومن اپنی ماں کے بارے میں ایسا نہیں کہہ حضرت ابو ایوب، اپنی بیوی کے پاس گئے تو بیوی نے پوچھا۔ اے ابو ایوب کیا تو نے سنا جو کہا گیا ہے۔ ابو ایوب نے کہا ہاں یہ جھوٹ ہے۔ اے ام ایوب تو ایسا کرے گی اس نے کہا۔ نہیں اللہ کی قسم حضرت ابو ایوب نے کہا اللہ کی قسم عائشہ تجھ سے افضل ہے ام ایوب نے کہا: ہاں وہ یہ فعل ہے جس پر اللہ نے مومنین کو عتاب فرمایا ہے کیونکہ مومنین نے یہ کام نہیں کیا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

تھا۔ اللہ نے مسلمانوں پر واجب فرمایا کہ جب وہ سنیں کہ وہ کسی پر تہمت لگا رہا ہے یا اس کی برائی بیان کر رہا ہے جو اس کے متعلق نہیں جانتے تو وہ اس کا انکار کریں اور اس شخص کو جھٹلائیں جس نے اس کو ترک کیا، اس کو وعید سنائی اور اسے بھی وعید سنائی جس نے اس بات کو آگے نقل کیا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

و لولا اذ سمعتموه قلتم ما يكون لنا ان نتكلم بهذا سبحنك هذا بهتان عظيم يعظكم اللؤ ان تعودوا لمثله ابدا ان كنتم مؤمنين ، ويبين الله لكم الايت و الله عليم حكيم

یہ تمام مومنوں کو عتاب ہے۔ یعنی تمہیں مناسب تھا کہ تم انکار کرتے، اس کو حکایت کرنے اور نقل کرنے میں ایک دوسرے کی معاونت نہ کرتے اور اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے کہ اس کے نبی مکرم ﷺ کی زوجہ سے ایسا فعل واقع ہو اور تم اس بات پر بہتان کا فیصلہ کرتے۔ بہتان کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کے بارے میں ایسی بات کہنا جو اس میں نہ ہو اور غیبت یہ ہے کہ بات بیان کی جائے جو اس میں ہو۔ یہی مفہوم نبی کریم ﷺ کی حدیث میں آیا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" يعظكم الله ان تعود و لمثله ابدا "

(یعنی حضرت عائشہ کے بارے میں) پھر ایسی بات کرو اللہ تمہیں اس سے نصیحت کرتا ہے۔

امام مالک نے کہا:

جس نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو برا بھلا کہا اس کی تادیب کی جائے گی اور جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا بھلا کہا اسے قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے "يعظكم الله ان تعودو لمثله ابدا ان كنتم مومنين" پس جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کی اس نے قرآن کی مخالفت کی۔ بعض نے کہا: جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی اس کی تادیب کی جائے گی جیسا کہ دوسرے مومنین کے بارے میں ہے۔ ان كنتم مومنين" یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کفر

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

نہیں ہے یہ اس طرح ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا"لا یؤمن من لا یا من جاره بوائقه (38)"

وہ مومن نہیں ہو گا جس کا پڑوسی اس کی تخریب کاریوں سے محفوظ نہیں۔ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دینے والے کا ایمان حقیقتا سلب ہوتا تو "لایزنی الزانی حین یزنی وھو مومن(39) کے قول میں زانی کا ایمان بھی حقیقتا سلب ہوتا۔(40)

خلاصہ بحث

طہارت کو ہمیشہ کے لئے ثابت کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس جھوٹی تہمت میں دو مردوں اور ایک عورت کو حد لگائی۔ وہ مسطح، حسان اور حمنہ تھے۔ امام قرطبی نے کہا کہ ہمارے علماء نے فرمایا: عبد اللہ بن ابی کو حد نہیں لگائی گئی تھی کیونکہ اللہ تعالی نے اس کے لئے آخرت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

واقعہ افک بنیادی طور پر منافقین کی ایک سازش تھی جسے اتنی شدت کے ساتھ ہوا دی گئی کہ بعض مسلمان بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اللہ تعالی نے سختی سے اس سازش کارد فرمایا اور منافقین کی طرف سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر جو الزام لگایا گیا اسے قرآن مجید نے بہتان عظیم قرار دیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت اللہ تعالی نے تمام مؤمنوں کو بھی عتاب فرمایا کہ تمہیں مناسب تھا کہ تم انکار کرتے اس کو حکایت کرنے اور نقل کرنے میں ایک دوسرے کی معاونت نہ کرتے۔ اور اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے کہ اس کے نبی ﷺ کی زوجہ سے ایسا فعل واقع ہو اور تم کہتے کہ یہ کھلا بہتان ہے۔ اللہ تعالی نے تنبیہ کر دی کہ دوبارہ کبھی ایسا نہ ہونے پائے یعنی ازواج مطہرات کی پاک دامنی پر اس طرح کی الزام تراشی قابل قبول نہ ہو گی کیونکہ یہ ایسا امر ہے کہ جس سے نبی اکرم ﷺ کو اذیت پہنچی ہے۔ امام قرطبی نے امام مالکی روایت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کی اس نے قرآن کی مخالفت کی۔ اصحاب شافعی نے کہا جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی اس کی تادیب کی جائے گی۔

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

امام قرطبی اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بہتان تراشوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر فاحشہ ہونے کا الزام لگایا پھر اللہ تعالی نے ان کی براءت فرمائی۔ پس وہ شخص جو اسے برا مانتا ہے جس کی اللہ تعالی نے براءت فرمائی وہ اللہ تعالی کو جھٹلانے والا ہے۔ اور جو اللہ تعالی کی تکذیب کرے وہ کافر ہے۔ یہ امام مالک کے قول کا طریق ہے اور یہ اہل بصائر کے لئے واضح راستہ ہے۔

نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَ أَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَانْفُسَنَا وَانْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الكذِبِينَ .(41)

پھر جو شخص جھگڑا کرے آپ سے اس بارے میں اس کے بعد کہ آگیا آپ کے پاس (یقینی) علم تو آپ کہہ دیجئے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو بھی اور اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی اپنے آپ کو بھی اور تم کو بھی، پھر بڑی عاجزی سے (اللہ کے حضور) التجا کریں پھر بھیجیں اللہ تعالی کی لعنت جھوٹوں پر۔"

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ یعنی اے محمد اس یہ کام جو شخص آپ سے جھگڑا فیہ یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں مِنۢ بَعۡدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اس کے بعد کہ آپ کے پاس اس بارے میں یقینی علم آگیا کہ آپ کے پاس اس بارے میں یقینی علم آگیا کہ وہ اللہ تعالی کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تعالوا بمعنی اقبلوا ہے، تو آپ کہہ دیجئے کہ آؤ۔ یہ لفظ وضع تو اس کے لئے کیا گیا ہے۔ جس کی قدر و منزلت اور رفعت و شان ہو اور پھر ہر آنے اور متوجہ ہونے کی دعوت دینے والے کے لئے استعمال ہونے لگا۔ ندح یہ محل جزم میں ہے ابناءنا یہ اس پر دلیل ہے۔ کہ بیٹیوں اور بیٹوں کو ابناء کا نام دیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ حضور نبی مکرم ﷺ امام حسن، امام حسین کو ساتھ لے کر آئے اور حضرت فاطمہ آپ ﷺ کے پیچھے چل رہی تھیں اور حضرت علی حضرت فاطمہ کے پیچھے تھے اور آپ انہیں فرمارہے تھے: اگر میں دعا کروں تو تم آمین کہنا(42)

اور یہی اس ارشاد کا معنی ہے ثم نبتھل یعنی ہم دعا میں انتہائی عجز وانکساری اختیار کریں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: وہ اہل نجران تھے: ان کے رؤساء میں قابل ذکر، عاقب اور ابن حارث تھے فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكَذِبِينَ (پھر

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

ہم جھوٹوں پر اللہ تعالی کی لعنت بھیجیں) یہ آیت حضور نبی رحمت محمد مصطفی ﷺ کی نبوت کی علامت میں سے ہے، کیونکہ آپ مٹی میں ہم نے انہیں مباہلہ کی دعوت دی اور انہوں نے اس سے انکار کیا اور جزیہ دینے پر راضی ہو گئے اس کے بعد کہ ان کے بڑے سردار عاقب نے انہیں بتایا کہ اگر انہوں نے آپ سے مباہلہ کیا تو پھر ان پر یہ وادی آگ سے بھڑک اٹھے گی، کیونکہ حضرت محمد ﷺ مرسل ہیں۔ اور تم جانتے ہو کہ وہ تمہارے پاس عیسی علیہ السلام کے بارے میں تفصیل لے کر آئے ہیں تو انہوں نے مباہلہ ترک کر دیا اور اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے اس شرط پر کہ وہ ہر سال ایک ہزار حلہ صفر کے مہینہ میں اور ایک ہزار حلہ رجب کے مہینہ میں ادا کریں گے۔ تو رسول اللہ صلی یاتم نے اسلام کے بدلے اسی پر ان سے صلح کر لی۔ حضور نبی کریم ﷺ کا مباہلہ کے وقت امام حسن و حسین کے بارے میں یہ قول نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ اور امام حسن کے بارے آپ کا یہ ارشاد ان ابنی هذا سید امام حسن و حسین کے ساتھ مخصوص ہے کہ ان دونوں کو حضور نبی کریم ﷺ کا بیٹا ہونے کا نام دیا گیا، ان کے سوا کسی کے لئے یہ حکم نہیں ہے، کیونکہ حضور نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "قیامت کے دن ہر سبب و نسب کٹ جائے گا سوائے میرے نسب و سبب کے۔ (43)

اہل کتاب کو دعوت ایمان کا خوبصورت اسلوب

روم کے بادشاہ ہرقل کے نام نبی کریم ﷺ کا گرامی نامہ

قُلْ يَأَهْلَ الْكِتَبِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَا مُسْلِمُونَ (44)

"(میرے نبی!) آپ کہئے اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان (وہ یہ کہ) ہم نہ عبادت کریں (کسی کی) سوائے اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنالے کوئی ہم میں سے کسی کو رب اللہ کے سوا پھر اگر وہ روگردانی کریں (اس سے) تو تم کہہ دو گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔"

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

قُلْ يَأهل الكتب یہ خطاب اہل نجران کو ہے یا خطاب مدینہ کے یہودیوں کو ہے، انہیں اس لئے خطاب کیا گیا کیونکہ انہوں نے اپنے علماء کو ان کی اطاعت و پیروی کرنے میں رب کی طرح بنا رکھا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ خطاب یہود و نصاری تمام کے لئے ہے۔ اور حضور ﷺ نے ہر قل کی طرف جو گرامی نامہ تحریر فرمایا اس میں اقتباس ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى هر قل عظيم الروم سلام على من اتبع الهدى اما بعد فاني ادعوك بدياية الاسلام (اسلم تسلم واسلم) يوتك الله اجرك مرتين و ان توليت فان عليك اثم الا ريسيين، ويا اهل الكتاب تعالوا الى كلمة سواء بيننا وبينكم ان لا نعبد الا الله ... إلى قوله فقولوا اشهدوابانا مسلمون([45])

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔(یہ خط) محمد رسول اللہ لی لی کی کمی کی جانب سے شاہ روم ہر قل کی طرف ہے۔ اس پر سلام ہو جس نے ہدایت کی اتباع اور پیروی کی (اما بعد! میں تجھے دعوت اسلام دیتا ہوں) تو اسلام قبول کر لے محفوظ ہو جائے گا اور تو اسلام لے آ) اللہ تعالیٰ تجھے دوبار اجر عطا فرمائے گا اور گر تو نے اعراض کیا تو تجھ پر اپنے جملہ لواحقین و متبعین کا گناہ ہو گا اور اے اہل کتاب! اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے وہ یہ کہ ہم اللہ تعالی کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔۔۔۔ تا قولہ "تو تم کہہ دو گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں)۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
May 2, 2025

حوالہ جات

1۔ القرآن 108-9

2۔ الترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی، الجامع، رقم الحدیث: 323، 3099

3۔ ابن خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ، السلمی، النیساپوری، م 311، الصحیح، المکتب الاسلامی، المملکۃ السعودیہ العربیہ، رقم: 83

4۔ دار قطنی، السنن، ج: 1، ص: 62

5۔ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج 8، ص: 236، 237

6۔ القرآن 142-2

7۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 403، 4491 / مالک بن انس، الموطا، ج: 1، ص: 195

8۔ سورۃ البقرہ، 2: 143

9۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 7252

10۔ القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج: 2، ص: 144 تا 148

11۔ سورۃ البقرہ، 2: 144

12۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: ۴۹۱، ۴۰۳

13۔ النسائی، احمد بن شعیب بن علی، ابو عبد الرحمن، السنن الکبری، موسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۱، رقم الحدیث: ۹۳۶

14۔ دار قطنی، السنن، ج ۱، ص: ۲۸۴

15۔ ایضا، ص: ۳۴۷

16۔ ایضا، ص: ۲۴۶

17۔ الترمذی، ابوعیسی، محمد بن عیسی، الجامع، رقم الحدیث: ۱۷۲

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: May 2, 2025

18۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:867

19۔مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:636

20۔مسلم، کتاب المساجد، باب وقت العشاء و تاخیرھا، رقم الحدیث:1478

21۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:572

22۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3258

23۔ایضا، رقم الحدیث:7294

24۔القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج:2، ص:159تا162

25۔سورۃ البقرۃ،10:2

26۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3138

27۔القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج:1، ص:245تا247(المحضا

28۔سورۃ البقرۃ،120:2

29۔سورۃ الکافرون،4:109

30۔ابن ماجه ابوعبدالله محمد بن يزيد، الربعي، القزويني، السنن، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، رقم الحدیث:2731

31۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:6764

32۔القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج:2، ص:91، 92

33۔القرآن، ۱۸، ۱۲، ۱۱

34۔البخاری محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2661، 4141

36۔ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السنن، رقم الحدیث:۴۴۷۴

37۔مسلم، ابوالحسین، مسلم بن حجاج، رقم الحدیث:۱۷۰۹

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
May 2, 2025

[38] ۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۲۰۱۶

[39] ۔ایضا، رقم الحدیث:۲۴۷۵

[40] ۔القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج:۱۲، ص:۱۷۶تا۱۸۴)ملخصا

[41] ۔سورۃ آل عمران، 61:3

[42] ۔المسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2404

[43] ۔القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج4، ص:105104

[44] ۔سورۃ آل عمران، 64:3

[45] ۔البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:7

CC BY